بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوڈان میں مبیّنہ جنوب - شمال کشمکش اور اس میں بیرونی عناصر کی کارفرمائی کے بارے میں ماہنامہ "عالم اسلام اور عیسائیت" کے صفحات میں بارہا گفتگو کی جا چکی ہے۔ (مثال کے طور پر دیکھیے: اداریہ بابت مئی ۱۹۹۲ء) فروری ۱۹۹۳ء میں جب رومن کیتھولک چرچ کے رہنما پوپ جان پال دوم نے افریقہ کے تین ممالک -- بنین، یوگنڈا اور سوڈان -- کا دورہ کیا تو سوڈان کے حوالے سے جنوب - شمال یا مسیحی - مسلم کشمکش ایک بار پھر اخبارات و جرائد کے اداریوں، مقالات اور تجزیوں کا موضوع بنی۔ بی - بی - سی کی اطلاع کے مطابق پوپ جان پال دوم نے افریقی دورے کے آغاز میں ان مسلمان رہنماؤں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا جو "مسیحیوں پر اسلامی شریعت نافذ کر رہے ہیں۔" اگرچہ انہوں نے اپنے بیان میں کسی مسلمان ملک یا رہنما کا نام نہیں لیا تھا تاہم ان کا واضح اشارہ لیفٹیننٹ جنرل عمر حسن البشیر کی سوڈانی انتظامیہ کی جانب تھا، تاہم پوپ کی یہ ڈھکی چھپی تنقید اس وقت کھل کر سامنے آ گئی جب ان سے سوڈان کی رواں صورت حال کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے اپنے بیان میں سوڈان کی مسیحی برادری کا نام حذف کرتے ہوئے "دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر نفاذِ شریعت کی مذمت کر دی۔"

پوپ جان پال دوم بنین سے یوگنڈا گئے، جہاں جنوبی سوڈان کے باغیوں کے حامی پادری مون سائنر پیرائڈ تبن (Monsignor Paride Taban) نے پوپ کو بتایا کہ خرطوم میں "پرشکوہ استقبال سے ان کی آنکھیں حقائق کی طرف سے بند نہ ہو جانی چاہییں" کیوں کہ "خرطوم میں انہیں خوش آمدید کہنے اور ہاتھ ملانے والے وہی ہوں گے جن کے ہاتھوں پر مسیحی خون کے دھبے ہیں۔"

پوپ جان پال دوم جب ۱۰ فروری کو خرطوم کے ہوائی اڈے پر اترے تو پادری مون سائنر پرائیڈ تبن کی پیش گوئی کے عین مطابق ان کا پُرتپاک اور شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ سوڈانی حکمران انہیں تین دن اپنے ہاں مہمان رکھنا چاہتے تھے تاکہ وہ سوڈان میں آزادانہ گھوم پھر کر اور اپنے پروگرام کے مطابق لوگوں سے مل کر حقائق معلوم کر سکیں، اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر جس حد تک شریعت نافذ کی جا رہی ہے اس کا بچشم خود مشاہدہ کر لیں مگر پوپ جان پال دوم اپنی مصروفیات کے تحت کئی برسوں سے کشمکش سے گزرنے والی ریاست سوڈان کے لیے دس گھنٹوں سے زیادہ وقت نہ نکال سکے۔ سوڈان کے اُن حکمرانوں نے جنہیں "بنیاد پرستی" کا طعنہ دیا جاتا ہے، پوپ جان پال دوم کو کھلے عام اپنے پیروکاروں سے مخاطب ہونے اور یوخرستی عبادت انجام دینے کی اجازت دی۔ عبادت میں

شامل دو لاکھ افراد کی آمد و رفت پر نہ کوئی انتظامی مسئلہ پیدا ہوا اور نہ کوئی ناخوشگوار واقعہ ہی سامنے آیا۔ جن چند افراد نے "بنیادی حقوق سب کے لیے" کی پٹیاں اپنے سینوں پر سجا رکھی تھیں، انہیں آنے والوں نے کوئی اہمیت نہ دی اور مسلم رواداری کے مناظر نمایاں رہے۔ افریقی دُھنوں میں مذہبی گیت گائے گئے اور پوپ جان پال دوم نے تالیاں بجا کر اور بار بار اپنی ٹوپی اٹھا کر اظہارِ مسرّت کیا۔

سوڈان کے کیتھولک مذہبی رہنما پوپ کی آمد اور سوڈان کے حکمرانوں سے ان کی بات چیت کے بارے میں ایک الجھن کا شکار تھے۔ ان کا ایک طبقہ سمجھتا تھا کہ پوپ کو سوڈان نہ آنا چاہیے تھا اور اگر آ گئے ہیں تو انہیں اپنی سرگرمیاں خرطوم تک محدود رکھنی چاہییں۔ (ان کی یہ آخر الذکر خواہش پوری ہو گئی) بصورت دیگر انہیں مسیحیوں کی نام نہاد "قتل و غارت" کے بارے میں حقائق معلوم ہو جائیں گے اور اس طرح سوڈان کی کیتھولک قیادت کو وہ خطیر رقوم نہیں مل سکیں گی جو "عرب - اسلامی جہاد" کے خلاف انہیں کیتھولک اداروں سے ملتی ہیں۔ اس گروہ کے برعکس ایک دوسرے گروہ کی رائے یہ تھی کہ مصنوعی کشیدگی اور مفادات کے لیے بھڑکائے گئے تصادم کی کیفیّت نے مسیحی برادری کو فائدے کے بجائے نقصان پہنچایا ہے۔ رومن کیتھولک چرچ سوڈان میں بلاوجہ تنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ دوسرے مسیحی مکاتب فکر مثلاً قبطی، پینٹے کوسٹل اور ایپسکوپل چرچوں نے حکومت کی یہ پالیسی قبول کر لی ہے کہ "ہر ایک کے لیے اس کا اپنا مذہب مگر مسلمانوں کے لیے صرف اسلامی شریعت ہو گی۔" ایپسکوپل چرچ کے رہنما رویج ڈینگ وزیر ہیں اور جوبا کے پینٹے کوسٹل چرچ کے رہنما ریورنڈ ایمبروس عبوری قومی اسمبلی کے رکن ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ سوڈان میں نفاذ شریعت مغربی چرچوں یا ان کی حکومتوں کے لیے کوئی مسئلہ ہو تو ہو مگر خود سوڈانی مسیحیوں کے لیے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ لوگ جو اندر کی صورت حال سے آگاہ ہیں، انہیں مسیحیت کے نام پر نفاذِ شریعت کے خلاف پروپیگنڈے میں چنداں کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔

جنوب - شمال کشمکش کی ایک عجیب تصویر یہ ہے کہ جنوب سے جان و مال بچا کر آنے والے تیس لاکھ مظاہر پرست اور مسیحی ان مسلمانوں کے علاقے میں خرطوم کے گرد و نواح میں زندگی گزار رہے ہیں جو مبیّنہ طور پر انہیں جنوب میں موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ یہ صورت حال انصاف پسند لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے کہ وہ مغربی دنیا کی حمایت یافتہ سوڈا نز پیپلز لبریشن آرمی کے زیر انتظام علاقے میں اپنی زندگی محفوظ خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ شور یہ مچایا گیا ہے کہ وہ انہیں مسلمانوں کے چنگل سے آزادی دلا رہی ہے۔ ان لاکھوں افراد کا ہزاروں میل کا سفر کر کے مسلمانوں کے درمیان آ بسنا واضح کر رہا ہے کہ ان کا "دشمن" کون ہے اور "دوست" کون؟

خرطوم میں پوپ جان پال دوم سے باتیں کرتے ہوئے لیفٹیننٹ جنرل عمر حسن البشیر نے انہیں بتایا کہ مسلمان ہر روز قرآن مجید میں پڑھتے ہیں کہ "[تم] ایمان لانے والوں کے لیے دوستی میں

قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنھوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان میں غرورِ نفس نہیں۔" (المائدہ: ۸۲) آج جب دنیا وحی الہیٰ سے بے نیاز ہو کر گمراہی کی جانب بڑھ رہی ہے، مسیحیوں، مسلمانوں، یہودیوں اور دوسرے لوگوں کو جو خداوند پر ایمان رکھتے ہیں، انسانیت کے تحفظ، باہمی افہام و تفہیم اور موثر تعاون کے لیے یک جا ہونا چاہیے۔"

جناب عمر حسن البشیر نے بتایا کہ "اہل سوڈان، چاہے وہ مسلمان ہوں یا مظاہر پرست یا مسیحیت کے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہوں، وہ دل کی گہرائیوں سے مذہبی ہیں۔ روحانی معاملات میں ان کے درمیان ایک طرح کی یک رنگی اور اشتراک ہے اور اس یک رنگی نے اہل سوڈان کو یہ بات سکھائی ہے کہ گہری مذہبیت سے نفرت یا باہمی کشمکش کے بجائے ہم آہنگی، افہام و تفہیم اور باہمی احترام جنم لیتا ہے۔ اور اگر مذہبی جذبات ٹکراؤ اور تناؤ پر منتج ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک مذہب کے ماننے والے دوسروں پر اپنی اقدار اور نقطۂ نظر مسلط کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔"

جناب عمر حسن البشیر نے پوپ کو سوڈان کی صورت حال اور وفاقی نظام کے بارے میں آگاہ کیا اور اپنی حکومت کی جانب سے جنوبی سوڈان کے متاثرین کی بحالی کے لیے کی جانے والی کوششوں پر روشنی ڈالی۔ وہ اپنی گفتگو میں بے حد متواضع اور بے باک رہے۔ اسی طرح پوپ نے بھی تواضع کا جواب بردباری اور محبت آمیز جملوں سے دیا۔ انھوں نے "امن اور نیک خواہشات کے جذبے سے سوڈان کی مٹی کو بوسہ دیا" اور اپنے خطاب کا اختتام ان دعائیہ کلمات پر کیا کہ "خدا سوڈان کو برکت دے۔" مگر انھوں نے مسیحیوں کے حوالے سے پادری مون سائنز پرائڈ تبن جیسے لوگوں سے حاصل کردہ معلومات پر مبنی اپنا نقطۂ نظر بھی کھلے لفظوں میں بیان کر دیا۔

پوپ جان پال دوم نے اس امر پر زور دیا کہ "وہ پطرس رسول کے جانشین ہیں جنھیں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے چرچ کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اس لیے یہ ان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور بہنوں، چاہے وہ دنیا کے کسی خطے میں ہوں، کے ایمان کی مضبوطی کے لیے کوشاں رہیں اور بالخصوص اس صورت حال میں جب ایمان، حوصلہ مندی اور وفاداری کا تقاضا ہو۔" جب لوگ غریب، کمزور اور اپنا دفاع کرنے کے قابل نہ ہوں تو مجھے ان کی جانب سے آواز اٹھانی چاہیے اور ان کمزوروں کے حق میں ایسے افراد سے اپیل کرنی چاہیے جو مدد کرنے کی پوزیشن میں ہیں اور سب سے بڑھ کر جو امن و انصاف کو فروغ دینے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہیں۔"

پوپ جان پال دوم نے اپنے بیان میں افریقی مشکلات و مسائل پر گفتگو کی مگر ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ افریقہ کے مسائل کے اسباب جہاں مقامی ہیں، وہیں ایک بڑا سبب بیرونی مداخلت ہے۔ استعماری دور میں افریقہ کے معاملات میں جو ثقافتی اور سرمایہ دارانہ مداخلت شروع ہوئی تھی، وہ

تاحال جاری ہے اور افریقہ کی اصلاح و ترقی کے لیے مغرب کے دانشور جو نسخے تجویز کر رہے ہیں وہ خود مغرب میں چنداں کامیاب نہیں رہے۔

اس مختصر دورے اور سوڈان کے مسلمان رہنماؤں سے گفت و شنید سے پوپ جان پال دوم پر یہ حقیقت واضح ہوئے بغیر نہ رہی ہو گی کہ "بنیاد پرستی" کی ملزم حکومتِ سوڈان دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے حقوق کے لیے اتنی ہی کوشاں ہے جتنی مسلمانوں کے لیے ہے۔ سینکڑوں کیتھولک مسیحی حکومتی ملازمتوں میں شامل ہیں اور وہ مسلمان اکثریت کے ساتھ مل کر سوڈان کی تعمیر میں کوشاں ہیں۔

پوپ جان پال دوم اور لیفٹیننٹ جنرل عمر حسن البشیر کی باہمی گفتگو اسی صورت میں کامیاب قرار دی جا سکتی ہے کہ مسلم اکثریت کے ملک کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ اُسے عوامی امنگوں کے مطابق زندگی تشکیل دینے کا اختیار حاصل ہے، نیز مسیحی اقلیت کو سوڈان کے مفادات کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔ براہ راست گفتگو اور مکالمے کی کیفیت غلط فہمیوں کو دور کر سکتی ہے بشرطیکہ یہ محض دکھاوا نہ ہو بلکہ خلوصِ نیّت سے انسانیت کی خدمت مقصود ہو اور توقع رکھنی چاہیے کہ "گروہی مفادات" کی نسبت "خدمتِ انسانیت" اور "اعلیٰ اقدار" کی پاسداری پیش نظر رکھی جائے گی۔